بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ

# عین الیقین

تصنیف حضرت مولانا فخر الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

ارشد الدین احمد

زیروکس :-

الشایخ محمد عبداللہ مملما بیرو ابرو، ٹنڈی تعلقہ فیروز، مانہ

۱۰۰۲۰، ذکریا مسجد اسٹریٹ روم نمبر ... ممبئی ۹...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خاص اس خدا کو زیبا ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو اپنے پر ظاہر کیا اور درود اس رسول پر کہ اسرار ہستی کو نیستی مین دکہایا۔ اُسکے اصحاب اور تابعین اور اُسکے آل پر کہ انکا عمل صحیح طور پر معنی اسرار پر اُسی طرح رہا۔

بعد اسکے کہتا ہے بندہ ضعیف بے بضاعت محمد فخر الدین بن نظام الدین محمد ساکن اورنگ آباد کہ طریقہ ارشاد مشائخ کرام اور پیران بزرگ کا کئی وضع اور بہت سے طریقہ پر منقول ہوا ہے۔ چنانچہ پہلے مختلف طور طریقہ سے ذکر جلی تعلیم فرماتے ہین بعد اُسکے مراقبہ ... تلقین فرماتے ہین

بعدہ تفکر کے اشارات میں مشغول کرتے ہین۔ لیکن اصل مطلب اس طریق کا جو بہت نادر ہوتا ہے اُسکو ہر ایک کے استعداد کے موافق علیحدہ علیحدہ تعلیم فرماتے

Scanned with CamScanner

اور بعض مراتب محبت کو مقصود بناتے ہیں اسلئے میں
چاہا کہ وہ سہل طریقہ جو حضرت [illegible] علیہم الرحمۃ والغفران
منزلت سے معلوم ہوا ہے اور جو میں و عن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہے تحریر میں لاؤں۔ ترد
طریق اول مقام توحید تک ہے۔ اکثر لوگ اس طریق میں
~~ساتھ بہت~~ کم محنت کیا تھا مطلب کو پہنچے
ہیں مگر وہ لوگ جو فطرت ضعیف اور اعتقاد سست
کے ساتھ مخلوق ہوئے ہیں ذالک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء۔ کیونکہ مبداء کا فیض علی السویہ ہے
اور تفاوت استعدادات کے لحاظ سے ہے۔
جاننا چاہیئے کہ جسوقت طالب مرشد کے پاس
آئے تو مرشد پر لازم ہے استفسار اور جلوت کی
تکرار کیساتھ کثرت صحبت سے اسکے اعتقاد کو دیکھے
کہ کہانتک ہے اور اسکے رموز خاطر لیا ہے اسکو معلوم
کرے ~~کہ کشف و کرامات کس حد تک اسکے نظر کو~~
~~ظاہر کئے ہیں۔ یا یہ کہ وہ محض طالب الٰہیت ہے۔~~
پھر جانے کہ اخلاص و اعتقاد میں راسخ ہے تو توحید کا
اور اگر وہ جانا

کہ آیا وہ کشف و کرامات کیلئے خواہشمند ہے یا محض طالب الٰہیت ہے

غائبا الٰہیت

استاد کرے اپنی صورت کنے برزخ کیے تصور کے ساتھہ
یا اسکے سوا بھی جو اعتقاد کی زیادتی کا موجب ہو اسکو
مشغول کرے تاکہ وہ شغل مین محو ہو۔ جب وہ وحدت
مین مطمئن ہوگا تو ہوس کی آگ توحید کے پانی مین
بیٹھہ جائیگی۔ اسکی ہوس سے سلامتی اُسکے
زبان حال سے ظاہر ہوگی۔ جب مرشد پر طالب کا
رسوخ ظاہر ہو تو اسکو اپنے مقابل بٹھلا کر کہ طالب کا
قبلۂ مقصود مرشد ہی ہے بحکم آیت کریمہ ان الذین
امنوا با الله و رسوله تین بار استغفار پڑھائے
اس معنی کیساتھہ کہ توبہ کرتا ہون اُس ایمان سے جو
رکھتا تہا اور از سرِ نو مسلمان ہوتا ہون اس چیز کے
ساتھہ جو تو فرماتے۔ بعد ازان مرشد بحکم ہو الاول
ہو الاخر ہو الظاہر ہو الباطن تلقین کرے کہ تیرے
حواس ظاہری و باطنی مین جو کچھہ آوے یقین کیسا تہا
جان کہ وہ وجود حقیقت وجود واحد سے ہے جو مختلف
تلبسات اور مختلف اشکال مین آئی ہے اور کہے کہ
تمام انبیاء و اولیاء کا مراقبہ و مشاہدہ اسکے سوا نہین تہا
لیکن فرق تفصیل ہے جو مین نے کہا ہے تجھے مشہود ہوگی

توبہ

عین الیقین

اور وجود مطلق کا معائنہ دیکھیگا۔ اور اس بیان کی غرض یہ ہے
کہ طالب سرسری تفہیم سے تمام مخترعات کو جانے
اور کمال اعتقاد کیساتھہ اُسکے حصول مین مبالغہ کرے
اور طالب کو کم کہانے کم سونے اور کم بات کرنے
کیلئے کہے کہ موجب ازدیاد شوق ہے اور اُن لوگون
سے قطع تعلق کا سبب ہے جو اُسکو اس سے
روکتے ہین - اور مشروع امور کے رعایت کی تاکید
کرے کہ جس سے آراستگی ظاہر و باطن ہے اور یہ
کہ وہ اس سِرّ کو کسی پر ظاہر نہ کرے - اور مرشد
فکر سلیم کیساتھہ اُسمین دیکھے کہ عشق کی آگ
بحکم العشق نار یحرق ما سوی المحبوب جو غیر کو
جلانیوالی ہے طالب کے دل مین بھڑکنا شروع ہوئی
یا نہین - اگر اسکے آثار پالے تو اسکی حالت مین
معترض نہو اور اس فکر کو وہ اپنا محبوب بنالے -
اس مقام مین شوق پیدا ہوتا ہے اور اشیاء کی سیر
الی اللہ ظاہر ہوگی یعنی وہ مخلوق کو خالق تصور کریگا
یعنی چونکہ اشیاء بہی مخلوق مین وہ محو ہو جائینگی

رساء

وہ اس محبوب کی ..

یعنی صنم بنا
اور اسمین گرفتار ہ
دنکی نی -

اور واحد مطلق ہمیشہ شعور مین رکھیگا - یہہ مرتبہ
مجاذیب الہی کا ہے - اگر اس مقام ہی مین ٹھیرا
رہا تو ناقص ہے - اگر مراجعت کا فیض ہو تو اُسی
وجودِ واحد کو جو نظر مین رکھتا رہا ہے ظہوراتِ
اشیاء مین لاتا ہے (دیکھتا) تو کمال کو پہنچتا ہے ہمیشہ -
اس مرتبہ کا شعور یہہ ہے کہ پہلے حق کو دیکھے
بعدہٗ اشیاء کو جانے - کیونکہ وجود ایک ہی کے دو مرتبہ
ہین - جان کہ جہان غیر نہ ہے نہ کہ غیر حق سے
گر طالب سیر مستدیری ای دل - از صورت خویش نا گذری
ای دل - شاید کہ ز صورت بحقیقت برسی - ہر لحظہ
ز خود فیض پذیری ای دل -

جان کہ سیر دو ہین

ایک سیر مستدیر دوسری سیر مستطیل - مستدیر
مقصود کا خود مین ڈھونڈتا ہے اور مستطیل خود
سے باہر مقصود طلب کرتا ہے - دوسری قسم بعدٌ
در بعد ہے - قسم اول اقرب در اقرب ہے -
چونکہ مقصود تیرا غیر نہین ہے تو اگر ہزار سال بھی

سیر نفسی دائرہ
مطلق مقید

اپنے سے باہر طلب کریگا تو ہرگز نہیں پائیگا - اور اپنے
مین طلب کرنے کا طریقہ سوا اسکے نہین ہے کہ
پہلے صفاتِ الٰہی کا ملاحظہ اپنے مین کرنا چاہئیے
اور خود کو درمیان سے اُٹھا لینا چاہئیے اور یہہ جاننا
چاہئیے کہ حق وہی ہے جو اس صورت مین ظہور فرمایا۔
اے ایدل بیش ازین حاجت سیر نیست - در مشرب
عشق ظہور کعبہ و دیر نیست ؏ ہر سو چہ روی کہ
یار م خانہ تست - یعنی در خود حقیقت مستعد است۔
یعنی خود مین حقیقت مستعد ہے اور ظہور بھی ایک مین ایک شاہد
کا ظہور ڈھونڈ خود مین ڈھونڈ کہ درمیان مین کوئی
غیر نہین ہے - تا نجوبی کی تفہیم کیلئے ایک مثال
بیان کرتا ہون سمجھنا چاہئے کہ آدمی صفات کے
اعتبار سے مختلف نام پیدا کرتا ہے اگرچہ کہ ذات
واحد ہوتی ہے جیسے کہ کافر مومن مسلمان عابد زاہد
عارف عاشق ولی نبی وغیرہ لیکن یہ تمام اسماء
اُسکے لباس وکسب وعمل کے لحاظ سے ہین - اسکی اور
ایک تمثیل بھی بیان کیجاتی ہے تاکہ واضح ہوجائے

شغل مرطلق

نفس الرحمانی

مثلاً انسانوں کو اگر انہیں برہنہ کیا جائے تو شاہ و گدا
ملا قاضی مفتی و لشکری میں کوئی فرق نہیں ہے
تمام انسان بوقت برہنگی مساوی ہیں۔ جبتک کہ ان
میں سے کوئی ایک بھی اپنا لباس نہ پہنے معلوم نہیں
ہو سکتا کہ وہ کون ہے۔ چنانچہ بادشاہ کو تاج و تخت
و لشکر و حشم و خدم ہوتا ہے اور قاضی کو جبہ
و دستار۔ سپاہی کو گھوڑا تیر و کمان و شمشیر
گدا کو گدڑی و کشکول۔ اور یہ تمام نام جسم کے ہیں
اور جسم ہی سے متعلق ہیں۔ اسیطرح روح
کے بھی نام ہوتے ہیں کہ جنکا تعلق روح سے ہوتا
ہے مثلاً مومن کافر مسلمان وغیرہ جیسا کہ ذکر ہوا۔
اور انسان انہیں سے جس کسی کا تابع ہوتا ہے اسکی
صورت بنتا ہے۔ جبتک آدمی خواب و خور اور شہوت
و نفسانیت کی طرف مائل ہے اسکو حیوان کہتے
ہیں اگرچہ بصورت انسان ہے لیکن صفات حیوانیہ
کے غلبہ کی وجہہ سے اس قسم کا آدمی ظلمات میں غرق ہے
کہ نور حق اور یاد حق سے آگاہی نہیں رکھتا۔ لیکن
جب علمائے دین سے یہ سنتا ہے کہ اس عالم کا
ایک صانع ہے جو خالق مطلق اور قادر و لم یزال ہے

تو اس بات پر ایمان لاتا ہے اور دل سے عقیدہ لاتا ہے
اور مومن نام پاتا ہے کیونکہ اسنے ایمان کا لباس
پہن لیا ہے تو اس روحانیت کے لباس کیوجہہ
سے قیامت کے دن بھی اسکو مومن کہینگے اگر
اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔ امید ثواب اور خوف
عذاب کی وجہہ سے اوامر کی ادائی اور منہیات سے
اجتناب کرتا ہے اور خودکو بالکلیہ اسکو تسلیم کرتا
ہے تو اسکو مسلمان کہتے ہین بشرطیکہ اسپر
استقرار رکھتا ہو۔ اور جب محبت حق سبحانہ مین اعمال
نوافل و مستحبات و تہجد و اشراق و ضحیٰ و اوراد
و تلاوت قرآن مجید و اس قسم کے اعمال اپنے پر لازم
ملازم کرتا ہے تا آنکہ تمام اوقات اسیکی طرف رجوع
رہتا ہے تو عابد نام پاتا ہے۔ اور جب دنیا کے کار
وبار تھوڑے سے کر لیتا ہے اور اہل و عیال اور اسباب
و اموال پر ضرورت کے موافق توجہہ کرتا ہے اور
کوی دم عبادت کے بغیر آرام نہین پاتا تو اسکو زاہد
کہتے ہین اگر وہ دم آخر تک اسپر ثابت رہتے۔
اگر وہ حقتعالیٰ کے تجسس مین پڑے یا اسکی
معرفت طلب کرے کہ وہ کون اور کہان ہے کہ جسکو

تنقص حق - قصور -

مین سجود کرتا ہون اور اسکو کہان ڈہونڈون اور جیسے
پاؤن کہ وہ محیط عالم ہے اور یہ ا۔ عالم کو اُس سے
کیا نسبت ہے تو اسکو عارف کہتے ہین - پس عارف پر
حیرت ظاہر ہوتی ہے - جب سالک ممتنع الوجود
کے سیر سے جو لاہوت ہے نکلکر اپنی اصل
کی شناخت مین جو آیا ہے مستلزم شناخت رب حقیقی ہے - جو بانا باب کہ طالب زائد
ہے تو اسکو عارف الوجود کہتے ہین - انکو رب مین جو اپنے وجود کا جاننے والا ہو -
یعنی اپنے وجود کا جاننے والا ہو - یعنی وہ ایسی ہستی
ہے جو جاننے والی محو اور تمامی نسبتون سے منزہ
اور اپنی ہستی کیساتھہ قائم ہے - اور وہ ذات مقدس
قیام رکھتی ہے جس کا وجود عین اُسکی ذات ہے - وہ ذات تعقل نہ جس [illegible] سمجھو اسکی ذات [illegible]
بلکہ ذات رب کہنے مین بھی نہین آتی - لیکن جب
وہ اس مرتبہ بلا یقین و ہوئیت غیب سے تنزل فرما - جسکو غیب [illegible] ہین تنزل [illegible] فرمانا
تعین مین آتی ہے تو اس تعین کو مرتبہ اول و
عقل کل و حقیقت محمدی و عقل اول و برزخ کبری و
برزخ البرازخ و عالم جبروت و عالم صفات و قلم اعلی و
لوح محفوظ و ام الکتاب و مخلوق اول و مبدائے اول
و حقیقت الخلق و ابو الارواح و آدم اکبر و رابطۂ اول و عالم اجمال

وکنز الکنوز کہتے ہین ہے آپ طالب ذات او تعالی کو مکان نہیتی ہے لیکن آپکی قابلیات کیلیئے مکان معین ہے جو وراء الورا کے نام سے موسوم ہے - اور یہ بات ٹھیک ہے کہ قابلیات الہی جبتک مرتبہ بطون مین رکھی ہوا نہین خواہ اجمالی ہون خواہ تفصیلی یا مرتبہ غیب الغیب مین ہی کیون نہون جبوقت تک کہ حق تعالی کی توجہہ انکی طرف نہ تہی - جب وہ انکی طرف ملتفت و متوجہہ ہوتا ہے تو اپنی اصل پر قیام پاتے ہین اپنے مکان مین - اور اسکو وراء الوراء اسلیے کہتے ہین کہ سالک کا سلوک اس سے آگے نہین ہوتا - یہان پہنچنے سے اسکا سلوک تمام ہوتا ہے یہ وراء الور صفات الہی کا ہیولی ہے اور اسمین تمام صفات ظاہر ہین - وراء الورا کے پرتو سے لامکان پیدا ہوا ہے اور یہہ عالم لطافت ہے اور ظہور حق سبحانہ ہے - لیکن اس سے یہہ مقصد نہین کہ او سبحانہ نے پہلے محل و مکان پیدا کیا اور بعدہ صور و اشکال عزیز مین صفات کے پرتو سے ہوا نمودار ہے - اور وہ لازم الوجودات کی مرآت و مظہر ہے اور تمام خانہ جسمانیات

۱ ظہور نفس ... جسمانی

۲ ظہور نفس رحمانی

×
وہاں ہیولی اور یہاں طول عرض عمق ہے

حصے ظہور نفس ... نفس الرحمانی

منح الروح ...

فرش سے عرش اور سما سے سمک اور اعلی علیین سے
اسفل السافلین تک سب اس عالم مین ہویدا ہے۔
اور یہ چار عناصر ہوا مین سے ظہور مین آئے۔ چنانچہ
ہوا سے باد اور باد سے آتش اور آتش سے آب
اور آب سے خاک ظہور مین آئی۔ پس صورت ہوا
باد ہے اور ہوا اسکی مظہر ہے صورت باد آتش اور
اسکی مظہر باد الی آخرہ۔ پس سالک کو چاہئے کہ
کہ اوسی خانہ سے ظہور کا تماشہ ایک کا تو ایک مین شہود
کرتے کرے۔ جیسے کہ صفا کو ہوا مین اور ہوا کو باد مین
اور مکان کو لامکان مین اور لامکان کو وراء الوری مین
بلکہ وراء الوری کا بھی مطالعہ ومشاہدہ کرے۔ کیونکہ سالک
دنیا مین مرتبہ انتہایت کو نظر جسمانی سے معائنہ نہ کیا
اس مرتبہ کے کمال کو حاصل نہین کیا تو کب کریگا۔ تحصیل کمال
نہ یہی ہے کہ انوار کو مرتبہ خاکی مین حاصل کرے بلکہ اسکو
عین قرب جانے۔ جو شخص وراء الوراء تک پہنچا مرتبہ
احدیت سے ملا۔ اس مرتبہ ازل الازال مین کسی شئے
کا وجود بجز اسکے نہین ہو سکتا ہے۔ وہی ہے
جو مسمی بوجود واحد ہے۔ اے عزیز خاک ہی سے
سیر پاک ہے کیونکہ اسکی شان مین لولاک ہے

نوٹ

احدیت

جیسے اسکو ما یا بیباک ہے ورنہ ہمیشہ اندوہناک ہے
کما قال المثنوی شاہد ہے بنگر نہ اے نادان تو طین۔
کین نظر کرد است ابلیس لعین۔ سجدہ گاہ ہے لامکان
اندر مکان۔ اے بلیسان را تو در ویران مکان۔
اے عزیز ابلیس نے آدم کی صورت ہی دیکھی اور اسکی
معنوی خلافت سے محروم رہا۔ ان اللہ خلق آدم
علیٰ صورتہ۔ آدمی کی ابلیس نے صورت ہی دیکھی اور
اسکے معنی سے غافل ہوا۔ اس مردود کمینہ نے یہ نہیں
جانا کہ ~~انہیں~~ اوصاف کمال ہی ~~ہیں~~ ~~لوا~~ اس آئینہ مین
~~تمام~~ جمال بھی ہے ~~ے~~ جمال دکھاتے ہین
ہر چہ در وے دیدہ گردد
عکس اوست۔ ہمچو عکس ماہ اندر آب جو ست۔ دو مگو و
دو گہو و دو مخوان۔ خواجہ را در بندہ خود محو دان۔ اے
ظہور۔ تو بکلی نور نور۔
گنج مخفی بود تا گہ جوش کرد۔ خاک را سلطان اطلس پوش کرد۔
جو کچھ عالم مین مفصل ہے وہ انسان میں مجمل ہے۔
پس انسان عالم صغیر مجمل اور عالم کبیر انسان مفصل۔
عالم صغیر خلیفۃ اللہ ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولایت
فرماتے ہین وتزعم انک جرم صغیر وفیک انطوی العالم الاکبر فیہ
قد

العالم الاکبر اور دوسرے نسخہ مین قبلک انطوی العالم الکبیر بھی آیا ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنی قدر اچھی طرح پہچانے اور اپنی قیمت جانے۔ چنانچہ امیر خسرو دہلوی فرماتے ہین سے قیمت خود ہر دو عالم گفتۂ۔ نرخ بالاکن کہ ارزانی ہنوز۔ منت جام قیوم حضرت مولینا روم فرماتے ہین سه اے علامت عقل و تدبیرات ہوش۔ تو چرائی خویش را ارزان فروش۔ علم جوی از کتبہائے نصوص۔ ذوق جوئی اے زحلوائے نقوص۔ تاج کرمناست برفرق سرت۔ طوق اعطیناست اندر گردنت۔ باد ہم سرمایہ لطف تو برد۔ لطف رب از لطف تو مسرت خورد۔ اے چو زہرات شمس الضحی۔ اے گدائے رنگ تو گنگو نہا۔ احسن التقویم در والتین خوان۔ گر گدای گوہری اے یار جان۔ آدمی دیدست باقی پوست است۔ دیدن آن باشد کہ دید دوست است۔ پس ہمیشہ اپنے آئینہ مین دیکھتا رہے سنریھم ایاتنا فی الافاق و فی انفسھم افلا تبصرون ﷺ بیرون ز تو نیست ہر چہ در عالم ہست۔ از خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئی۔ نزدیک

نعت

رقوم صفات کو لوح مین مطالعہ کر کیونکہ جنے اسکو پایا ہے

سے نزدیک کو دور سے دور سمجھنا یہ بے خبروں کا کام ہے اور نعمت کو ٹھکرانا ناقدروں کا پیشہ ہے۔ سہ
برلب بحر تشنہ در آب شدۂ - برلب گنج از رنج گدای مردۂ - نعمتوں کے دسترخوان پر بھوکا بیٹھنا خسارت سے اور اسرار نامتناہی کے بحر ذخار میں پیاسا رہنا نہایت افسوس کی بات ہے سہ یکسد برنان ترا بر فرق سر - تو ہمی جوئی لب نان در بدر - رو برو را در روز جستن روز کو - غرۂ عالم توی اے روز جو -

لقدکواد ناز کرتا۔

دیدار یار

خدمت شیخ

روز و شب دم و تن

حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی فرماتے ہیں

بیکارم و باکارم چون مد بحباب اندر - گویائم و خاموشم چون خط بکتاب اندر -
اے زاہد ظاہر بین از قرب چہ می پرسی - او در من و من در وے چون بو بگلاب اندر
دریا رود از چشم لب تر نشود هرگز - این طرفہ تماشا بین تشنہ است بآب اندر
در نعم دگر شادان بر حالت خود غافل - گہ گریم و گہ خندان چون طفل بخواب اندر
در سینہ نصیر الدین جز عشق نمی گنجد - این طرفہ حبابے بین دریا بحباب اندر

تمت

ترجمہ رسالہ عین الیقین فارسی مصنفہ مولینا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ اورنگ آبادی جو حضرت ممدوح کے خلیفہ مولینا بدیع الدین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور جسکو ملازم نظام الدین نبیرہ مصنف نے شاہزادہ مرزا احمد اختر فریدی کو مرحمت کیا تھا اور مطبع احمدی دہلی میں طبع ہوا - چونکہ ترجمہ بالمقابل درست نہ تھا اور نیز اصل متن فارسی میں بھی سہو کتابت ہوئی ہے اسلئے یہ ترجمہ بحالت موجودہ کیا گیا ہے اسلئے خاطر خواہ نہو سکا فقط کمترین - ارشد الدین - محبوب نواز - غیاث منزل

۱۰ رجب المرجب ۱۳۵۷ھ دوشنبہ حیدرآباد